(۳۶)

(فرمودہ ۲۹۔ اگست ۱۹۴۶ء بمقام "راشمی" ڈلہوزی)

آج کا دن مسلمانوں میں عید کا دن کہلاتا ہے اور عید کے معنی ہیں وہ چیز جو بار بار دہرائی جائے چونکہ خوشی کی تقریبوں کے متعلق انسان خواہش کرتا ہے کہ وہ بار بار آئیں اس لئے بار بار لوٹ کر آنے والی خوشی کا نام عید رکھا گیا جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی خوشیاں بار بار دکھائے۔ خوشی انسان کے دل سے تعلق رکھتی ہے اگر دل میں خوشی پیدا نہیں ہوتی تو ظاہری خوشی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ دنیا میں ہزاروں ہزار مسلمان آج ایسے ہونگے جو باوجود عید کے خوش نہیں ہونگے۔ مسلمان اس وقت دنیا میں چالیس پچاس کروڑ کے قریب ہیں اور ان میں سے ہزاروں ہزار ایسے ہوں گے جن کے گھر آج رات کو موت ہو گئی ہوگی۔ لہٰذا یہ عید ان کے لئے خوشی کی عید نہیں آج ان کی طبیعت افسردہ ہوگی۔ جو مخلص ہیں وہ نماز کے لئے بھی جائیں گے لیکن دلوں کی افسردگی اس اجتماع کی وجہ سے دور نہیں ہوگی اگر ان کی آنکھوں سے آنسو نہ بہتے ہوں گے تو دل سے خون کے قطرے ضرور گرتے ہوں گے لیکن ایسے لوگوں کے علاوہ باقی تمام لوگ عید کی خوشیاں مناتے ہیں۔ آخر اس خوشی کی وجہ کیا ہے۔ انسان کو یا تو اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ اس کے گھر بچہ پیدا ہو' یا اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ انسان کو کوئی دنیوی مقصد حاصل ہو جائے یا دینی مقصد حاصل ہو' یا انسان کو اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ اس کی دلی خواہش پوری ہو' یا اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کی دلی خواہش پوری ہونے والی ہو' یا ان کو کوئی خوشی پہنچ گئی ہو' یا اس کی قوم کو کوئی خوشی پہنچ گئی' یا اس کے ہم مذہب لوگوں کو کوئی خوشی پہنچ گئی لیکن ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی لازماً عید کے دن مسلمانوں کو نہیں ملتی۔ کیا عید کے موقع پر ہر مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے اس لئے وہ خوش ہوتا ہے' کیا عید کے موقع پر ہر مسلمان اس لئے خوش ہوتا ہے کہ اس کی شادی ہوتی ہے' یا ہر مسلمان کوئی اہم مقدمہ جیتتا ہے اس لئے وہ خوش ہوتا ہے یا ہر مسلمان کو کوئی جاگیر مل جاتی ہے اس لئے وہ عید کے موقع پر خوش ہوتا ہے' یا کوئی خزانہ ملتا ہے یہی چیزیں ہیں جن سے انسان کو خوشی پہنچتی

ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ رمضان ختم ہوتا ہے تو تمام مسلمان خوشی مناتے ہیں وہ کونسی قربانی ہے جس کا یہ نتیجہ ہے۔ جب کسی مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ عقیقہ کرتا ہے[1] اس کے پڑوس میں رہنے والے ہندو سے اگر پوچھا جائے کہ یہ کیسی تقریب ہے تو گو وہ عقیقہ کی حکمت یا اس کا نام نہ بتا سکے لیکن اتنا ضرور کہہ دے گا کہ یہ ایک رسم ہے جو مسلمان بچے کی پیدائش کے بعد کیا کرتے ہیں۔ یا مسلمان شادی کے بعد ولیمہ کی دعوت کرتے ہیں[2] اگر کسی ہندو سے پوچھا جائے کہ یہ آپ کے پڑوس میں کیسی دعوت ہے تو گو وہ ولیمہ کی دعوت نہ کہہ سکے اور نہ ہی اسے دعوت ولیمہ کی حکمتوں کا علم ہو لیکن وہ اتنا ضرور کہہ دے گا کہ یہ ایک دعوت ہے جو مسلمان شادی کے بعد اکثر کیا کرتے ہیں۔ اسے ان باتوں کا اس لئے علم ہو گیا کہ وہ ایک لمبے عرصہ سے متواتر ان رسوم کو دیکھتا آیا ہے اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ کوئی ایسی خوشی ہے جو بچے کی پیدائش سے تعلق رکھتی ہے یا یہ کوئی ایسی خوشی ہے جو شادی سے تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح اس کی بھی کوئی وجہ ہونی چاہئے کہ کیوں عید الفطر رمضان سے پہلے نہیں آتی' یا رمضان کے درمیان میں نہیں آتی' یا رمضان کے دو چار دن بعد نہیں آتی آخر اس کی کیا وجہ ہے اگر عید رمضان سے پہلے ہوتی تو ہم سمجھتے کہ کوئی خوشی رمضان سے پہلے ہے۔ یا اگر عید رمضان کے درمیان میں ہوتی تو ہم سمجھتے یہ خوشی روزوں کی وجہ سے ہے اور اگر رمضان کے کچھ دن بعد ہی کرنی جائز ہوتی تو ہم سمجھتے کہ کوئی نیا معاملہ پیدا ہوا ہے لیکن عید نہ ہی رمضان سے پہلے ہے نہ ہی درمیان میں ہے نہ ہی کچھ وقفہ کے بعد ہے بلکہ رمضان کے ختم ہونے کے معاً بعد یعنی دوسرے دن ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عید روزے پورے کرنے کی خوشی میں آئی ہے اسی لئے نہ رمضان سے پہلے عید رکھی نہ ہی درمیان میں رکھی گئی نہ ہی کچھ وقفہ کے بعد۔ اس کا رمضان کے خاتمہ کے معاً بعد آنا بتاتا ہے کہ تکمیلِ عبادت کی خوشی میں یہ عید رکھی گئی ہے مگر بعض لوگ ادھوری اور ناقص قربانی کر کے ہی عید منا لیتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں ناکام قربانیاں بھی کی جاتی ہیں اور بعض قربانیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو لغو فضول اور ادھوری ہوتی ہیں۔ جن لوگوں کی قربانیاں ادھوری ہیں ان کی عید بھی ادھوری ہے اور جن کی قربانیاں لغو اور فضول ہیں ان کے لئے حقیقت میں کوئی عید نہیں کیونکہ عید الفطر اس بات کی علامت رکھی گئی ہے کہ قربانی کی تکمیل ہو گئی اب قربانی کرنے والے کو اپنی قربانی کی تکمیل پر خوش ہونا چاہئے۔

اسلام میں دو عیدیں ہیں ؎ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تین عیدیں ہیں جمعہ کو بھی عید ہی کہا گیا ہے ؎ ان کے سوا اسلام میں کوئی عید نہیں رکھی گئی۔ عیدالاضحیہ اپنے اندر یہ سبق رکھتی ہے کہ اس دن انسان اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کرتا ہے اور اس عہد کی خوشی میں یہ عید کی جاتی ہے اور عیدالفطر اس عہد کو پورا کرنے کی خوشی میں آتی ہے۔ مختلف مواقع کے لحاظ سے یہ تین عیدیں ہیں۔ عیدالاضحیہ اس بات کی علامت ہے کہ قوم اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ ہم جانی ومالی ہر قسم کی قربانی کریں گے اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس عہد کی خوشی میں عیدالاضحیہ آتی ہے اور عیدالفطر اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ قوم نے اس عہد کو پورا کر دیا اور جمعہ کی عید اس بات کی خوشی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین واحد پر جمع کر دیا ہے گویا یہ اتحاد کی عید ہے۔ ان تینوں عیدوں کی اسلام نے اجازت دی ہے کہ یا تو قوم قربانی کا عہد کرے یا قوم اس عہد کو پورا کر دے یا قوم میں اتحاد پیدا ہو جائے اس کے علاوہ اسلام نے کوئی عید جائز نہیں رکھی۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کے رستے میں جان کی قربانی' مال کی قربانی' عزت کی قربانی پیش کر دے اس کا حق ہے کہ وہ عیدالفطر منائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو توفیق عطا کی اور انہوں نے اپنے عہد کو پورا کر دیا۔ اس سے پہلے جب انسان دل سے تمام احکام کو مد نظر رکھتے ہوئے بیعت کرتا ہے اور قربانی کا عہد کرتا ہے تو وہ عیدالاضحیہ کا حق دار ہو جاتا ہے گویا عیدالاضحیہ مومن کی پیدائش کا دن ہے اور عیدالفطر اس کی وفات کا دن ہے جب کہ وہ کامیاب و کامران ہو کر خوشی خوشی اپنے خدا کے پاس جاتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو تُو رو رہا تھا اور لوگ تیرے اردگرد بیٹھے ہوئے خوش ہو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے اور رونے کی وجہ سے سانس اس کے اندر چلا جاتا ہے اور پھیپھڑے کام کرنے لگ جاتے ہیں ماں کے پیٹ میں اس کے پھیپھڑوں کو کام کرنے کی عادت نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس پر ایک دباؤ پڑتا ہے اور اس دباؤ کی وجہ سے وہ روتا اور چیختا ہے۔ اس کے رونے کی وجہ سے پھیپھڑے اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ اس رونے میں ہی بچوں کی زندگی کا قیام رکھا گیا ہے اور ہر بچہ روتا ہے اور جاہل سے جاہل عورت بھی یہ جانتی ہے کہ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد نہ روئے تو اس کی زندگی خطرہ میں ہے۔ جب مردہ بچہ کی خبر ملے تو عورتیں پوچھتی ہیں کہ بچہ رویا تھا یا نہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ

اَنْتَ الَّذِیْ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا
وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا

کہ تُو وہ شخص ہے کہ تیری ماں نے تجھے جنا اور تو رو رہا تھا اور لوگ تیرے اردگرد خوشی سے ہنس رہے تھے حالانکہ عام قاعدہ یہ ہے کہ لوگ روتے کو دیکھ کر رونا شروع کر دیتے یا دکھ محسوس کرتے ہیں اور اس سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں لیکن شاعر کہتا ہے کہ تیری یہ حالت تھی کہ تُو رو رہا تھا اور غاغا کر رہا تھا لیکن تیرے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگ خوشی کے مارے ہنس رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے تھے کہ لڑکا ہوا مبارک ہو مبارک ہو۔ گویا تیرے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔

فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَکُوْنُ اِذَا بَکَوْا
فِیْ وَقْتِ مَوْتِکَ ضَاحِکًا مَّسْرُوْرًا [۵]

دیکھ تیرے رشتہ داروں نے کس طرح تیرے ساتھ تضحیک کی اور تیری ہتک کے مرتکب ہوئے اب اگر تو شریف آدمی ہے تو تجھے چاہئے کہ ان سے بدلے لے۔ اور ان سے بدلہ لینے کا اچھا طریق یہ ہے کہ اب تو ایسے نیک عمل کر کہ جب تو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے لئے جا رہا ہو گا تو تو ہنس رہا ہو اور یہ لوگ رو رہے ہوں۔ ہر انسان جو اپنی زندگی نیکی اور تقویٰ کے ساتھ گزارتا ہے وہ اپنی موت کے وقت خوش ہوتا ہے کہ اب میں اپنے پیدا کرنے والے کے پاس جا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے انعام اور فضل حاصل ہونگے اور میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد بنوں گا لیکن دنیا کے لوگ اس مرنے والے کو روتے ہیں کہ ہمارا محسن جو ہم سے نیک سلوک کرتا تھا اور مصیبتوں اور مشکلات میں ہمارے کام آتا تھا وہ ہم سے جدا ہو گیا اب اس کا قائم مقام کون ہو گا۔ پس انسان کی زندگی میں جو اہم مواقع آتے ہیں ان میں سے سب سے اہم یہ دو موقعے ہیں۔ ایک جس وقت وہ پیدا ہوتا ہے' دوسرا جس وقت وہ مرتا ہے۔ اگر پیدا ہونے والا صحیح و سالم پیدا ہو تو یہ گھر والوں کے لئے ایک عید ہوتی ہے اور اگر مرنے والا کامیاب و کامران مرے تو یہ مرنے والے کے لئے ایک عید ہوتی ہے۔ اور عیدالاضحیہ مسلمانوں کے لئے پیدائش کی عید ہے جب کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں بکرے ذبح کرتے ہیں [۶] اور یہ قربانی اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ان بکروں کی طرح بوقت ضرورت ہم اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں گے اور کسی قسم کی قربانی سے خواہ

وہ جانی ہو' خواہ مالی ہو' خواہ عزت کی ہو' ہم دریغ نہیں کریں گے اور ہمارا اس عہد کے بعد خوشی منانا ایسا ہی ہوتا ہے جس طرح بچے کی پیدائش کے بعد ماں باپ خوشیاں مناتے ہیں اور اس بچے سے بہت بڑی امیدیں لگاتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ بچہ ہمارے لئے برکت کا موجب ہوگا حالانکہ بعض بچے بڑے ہو کر والدین کے سخت نافرمان اور ان کے لئے باعث تکلیف بنتے ہیں لیکن ان کی پیدائش کے وقت ان کے والدین نیک امیدیں لگائے ہوتے ہیں۔ عیدالاضحیہ ہماری روحانی پیدائش کا دن ہوتا ہے۔ اس دن ہم اللہ تعالیٰ کے رستے میں قربانی کرنے کا عہد کرتے ہیں اور عیدالفطر کر کے ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دیا ہے اور جمعہ کی عید سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم ایک ہاتھ پر جمع ہیں۔ جمعہ کی عید بار بار رکھی گئی ہے اور باقی دونوں عیدیں بہت وقفے پر رکھی گئی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ عیدیں عہدوں کے اعلان یا ان کے پورے ہونے کا اعلان ہوتی ہیں اور قومی عہد باندھنے کا زمانہ دور ہوتا ہے اور نہ قومی عہد ایک دو دن میں پورے ہوتے ہیں بلکہ اس کے لئے بعض دفعہ مہینوں بعض دفعہ سالوں کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض دفعہ رُبع صدی اور بعض دفعہ ثُلث صدی میں جا کر وہ عہد پورا ہوتا ہے لیکن اجتماع اور اتحاد ایک ایسی چیز ہے جس کی ہر روز اور ہر ہفتہ ضرورت ہے اس لئے یہ عید ہفتہ کے بعد رکھی گئی تاکہ یہ عہد بار بار دُہرایا جائے اور اس سے ہمیں جمع ہو کر اور متحد ہو کر کام کرنے کی عادت پڑ جائے۔ لیکن قربانی کا عہد کرنا اور اِسے پورا کرنا یہ کبھی کبھار ہوتا ہے اس لئے سال میں ایک دفعہ عیدالاضحیہ اور ایک دفعہ عیدالفطر آتی ہے لیکن بعض لوگ ان سب باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے کہ وہ کسی قربانی کا عہد کریں یا اس عہد کو پورا کریں عید منانے کے لئے سب سے آگے ہوتے ہیں۔ قادیان میں ایک دوست اسی قسم کے تھے نہ وہ مسجد میں آتے اور نہ ہی روزہ رکھتے لیکن عید کے دن سب سے اونچا بالشت بھر طُرّہ رکھ کر خوشبوئیں لگا کر سب سے آگے بیٹھنے کی کوشش کرتے اور لوگ اکثر ان کا مذاق اڑاتے کہ یہ خوب ہے نہ روزہ رکھا نہ نمازیں پڑھیں اور عید کے لئے سب سے آگے آ بیٹھے ہیں ایسی عید کوئی عید نہیں۔ اگر روزے نہیں رکھے' فرض ادا نہیں کیا تو عید کیسی۔ عید کے صرف تین موقعے ہیں۔ اول یہ کہ ساری قوم قربانی کرنے کا اقرار کرے۔ دوسرے یہ کہ قوم اس عہد کو پورا کر دے تیسرے یہ کہ ساری قوم اپنے اندر اتحاد کی روح پیدا کرے اور ایک ہاتھ پر جمع ہو جائے۔ یہ تین موقعے ہیں جو عید کہلانے کا حق رکھتے

ہیں۔ ان تینوں عیدوں میں مسلمانوں کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو اجتماعی زندگی بسر کرنی چاہئے اور پراگندہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تینوں عبادتیں اسلام نے اجتماعی مقرر کی ہیں اور ان میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ دیکھنا باقی قوموں کی طرح اپنے دین کو انفرادی نہ بنا دینا۔ باقی تمام قومیں ایسی ہیں جن کا دین اجتماعی دین نہیں وہ محض رسم و رواج کے طور پر ان مذہبوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ ہندو یا عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والا خواہ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی عبادت نہ کرے تو اس کا مذہب خراب نہیں ہوتا۔ عیسائی ہر روز کی بجائے ساتویں دن گرجا جاتے ہیں اور باجہ بجاتے اور گاتے ہیں گویا یہ گانا بجانا عیسائیوں کی عبادت ہے۔ آخر میں پادری انجیل کا کوئی حصہ پڑھ دیتا ہے اور سب آمین کہہ کر نکل جاتے ہیں اور کسی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر ہفتہ آئے یا نہ آئے۔ اگر وہ آجائے تو اس کی مرضی اور اگر نہ آئے تو اس کی مرضی۔ کوئی اخلاص نہیں، کوئی تقویٰ نہیں۔ بعض کے لئے کوچیں اور کرسیاں مخصوص ہیں اور ہر ایک اپنی کرسی اور کوچ کا کرایہ ادا کرتا ہے اگر وہ نہ آئے تو اس کی جگہ خالی رہے گی اور کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ پر بیٹھ نہیں سکتا۔ ذرا تم اس کا تصور اپنی نماز کے متعلق کر کے دیکھو کہ کیا نظارہ بنتا ہے کہ گنجے کی طرح کسی جگہ بال ہیں اور کسی جگہ بال نہیں ہیں۔ ایک قطار میں دو آدمی کھڑے ہیں اور ان کے درمیان دو آدمیوں کا وقفہ ہے پھر چار کھڑے ہیں پھر چار آدمیوں کا وقفہ ہے یہ اجتماعی عبادت نہیں بلکہ اس کا نام تو عبادت رکھا ہی نہیں جا سکتا کہ ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ مقرر کی ہوئی ہے اور ہر ایک نے اپنا ٹھکانا مقرر کیا ہوا ہوتا ہے لیکن اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کا یہ حکم ہے ہر آدمی جو پہلے آتا ہے اس کا حق ہے کہ وہ آگے بیٹھے جو پیچھے آتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ پیچھے بیٹھے[۷] مسجد میں تمام انسان برابر ہیں۔ مسجد میں ایک بادشاہ اور ایک چوہڑے میں کوئی امتیاز نہیں۔ چوہڑا اگر پہلے آتا ہے تو وہ آگے بیٹھے گا اگر بادشاہ دیر سے آتا ہے تو وہ پیچھے بیٹھے گا۔ انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے جو انتظام کیا جائے وہ اور بات ہے۔ مثلاً ایک شخص فساد کی نیت سے آتا ہے یا ایک شخص شور مچاتا ہے تو اس کو پیچھے کیا جا سکتا ہے تاکہ امام کو تکلیف نہ ہو۔ اس صورت کے سوا خانہ خدا میں سب انسان برابر ہیں اور کسی کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ جب میں حج کے لئے گیا[۸] تو میں نے دیکھا کہ مسجد کعبہ کے صحن کے سرے پر ایک جگہ حُجرہ بنا ہوا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ حجرہ اس طرح بنا تھا کہ ایک بادشاہ جب مسجد میں آکر بیٹھا تو اس کے قریب کوئی غلیظ آدمی جو کہ

کنّاس تھا آکر بیٹھ گیا۔ بادشاہ کے سپاہیوں نے اسے اٹھانا چاہا لیکن اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ جب سپاہیوں نے زیادہ اصرار کیا تو مسجد میں جتنے نمازی تھے سب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم خدا کی نماز پڑھنے کے لئے آئے ہیں بادشاہ کی نماز پڑھنے کے لئے نہیں آئے امام مسجد نے نماز پڑھانے سے انکار کر دیا آخر بادشاہ کو دبنا پڑا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اپنے لئے مسجد کے صحن کے پیچھے ایک حجرہ بنوالیا جس میں وہ نماز پڑھتا۔ لیکن اس نے حُجرہ بنوا کر اپنی ہی ناک کٹائی کسی دوسرے کا کیا نقصان ہوا کیونکہ مسجد کعبہ کے ثواب سے وہ محروم ہوا۔ اس کے بعد بعض اور بادشاہوں نے بھی مسجد کے پیچھے حجرے بنوالئے اور ان میں نماز ادا کرتے لیکن مسجد میں کوئی جگہ مخصوص نہ کر سکے۔ پس اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسے ہم اجتماعی مذہب کہہ سکتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے یہ تین عیدیں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ مسلمانوں کو بوقتِ ضرورت قومی عہد باندھنے کا احساس رہے پھر اس عہد کو قومی طور پر پورا کرنے کا خیال رہے' پھر قومی جتھے کو قائم رکھنے کا خیال رہے اور دشمن کسی صورت سے بھی ان میں انشقاق اور افتراق پیدا نہ کر سکے۔

اب انہی تینوں عیدوں کو روحانی شکل دے لو۔ انسان کی روحانی پیدائش یہ ہے کہ وہ کسی نیک انسان کے ہاتھ پر عقدِ بیعت باندھتا ہے اور اس سے رابطہ و اتحاد قائم کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ وہ ساری عمر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے گا۔ یہ اس کی عید الاضحیہ ہے اور اگر اس نے اپنے عہد کو پورا کیا اور نیکی اور تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کی اور جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوا تو وہ خوش تھا تو یہ اس کی عید الفطر ہے۔ عید الجمعہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے اتصال کا رشتہ نہ توڑے اور ہر حالت میں خواہ عسر ہو خواہ یسر ثابت قدم رہے۔ یہ تین روحانی عیدیں ہیں اور یہ تین مواقع ہیں جن پر مسلمانوں کو خوش ہونا چاہئے۔ لیکن جب یہ چیزیں مسلمانوں میں سے مفقود ہوں اس وقت ان کا میلوں میں جانا اور عیدیں منانا محض حماقت ہے۔ ان عیدوں اور غیر مذاہب والوں کے میلوں میں کوئی فرق نہیں۔ آج کل مسلمان ان عیدوں کی حکمت سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں۔ بس میلوں میں جاتے ہیں عید گاہوں کے پاس یا ان کے راستوں پر کوئی ڈگڈگی بجا کر بندر نچاتا ہے' کوئی ریچھ کا تماشا دکھاتا ہے' کوئی پکوڑے بناتا ہے اور کوئی پنپیاں بجاتا ہے' کچھ لوگ کشتیاں لڑتے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد مسلمان یہ سمجھ لیتے ہیں کہ بس عید ہو گئی گویا ایک میلہ آیا تھا جس کو انہوں نے کھیل تماشا کر

کے گزار دیا ہے اصل حکمت عید کی ان کے ذہنوں میں نہیں آتی۔ لیکن ہماری جماعت کے ہر فرد کو سوچنا چاہئے اور اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میرے لئے یہ مواقع حقیقت میں خوشی کا باعث ہیں یا میرے اندر کچھ کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے میری ایک عید تو ٹھیک ہے لیکن دوسری یا تیسری عید ٹھیک نہیں اور جس کمزوری کی وجہ سے اس کی عید درست نہیں ہوئی اسے کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کمزوری اس میں نہ رہے۔ اگر ہر احمدی یہ محسوس کرتا ہے کہ اسے اپنی جان کی قربانی' اپنے مال کی قربانی' اپنی عزت کی قربانی دینے سے کوئی دریغ نہیں تو سمجھو تمہاری عیدالاضحیہ ٹھیک ہو گئی۔ اگر تم نے جان' مال اور عزت کی قربانی کر دی اور اپنے عہد کو پورا کر دیا تو سمجھو کہ تمہاری عیدالفطر ٹھیک ہو گئی اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے اتّصال تام حاصل ہو جائے اور ہر وقت یہ بات تمہارے مدنظر رہے کہ ہم جماعت کا حصہ ہیں اور کسی صورت میں بھی اور کسی ابتلا سے بھی ہم جماعت کو تو نہیں چھوڑتے تو تم سمجھو کہ تمہاری عیدالجمعہ بھی ٹھیک ہو گئی۔ یہ قربانی عیدالجمعہ کہلا سکتی ہے ورنہ ساتویں دن آنا اور آدھ گھنٹہ بیٹھ کر چلے جانا اور پھر یہ سمجھنا کہ ہم نے جمعہ ادا کر لیا ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ عیاش اور بدکار لوگ آدھ گھنٹہ چھوڑ تین تین چار چار گھنٹے کنچنیوں کے ناچ گانے سننے میں گزار دیتے ہیں کیا ہم سمجھیں کہ انہوں نے بہت قربانی کی ہے۔ پس یہ ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کی قربانی کوئی قربانی نہیں بلکہ جمعہ کی اصل حقیقت کو مدنظر رکھنا اور اس پر عمل کرنا حقیقت میں عیدالجمعہ کہلانے کی مستحق ہے۔ چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک فرد اس بات پر عزم سے قائم ہو جائے کہ خواہ کتنی ہی مشکلات مجھے پیش آئیں' خواہ کتنی ہی آفات مجھ پر پڑیں' خواہ کتنے ہی ابتلاء مجھے پیش آئیں' جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔ ہماری جماعت کو یہ بات خصوصاً مدنظر رکھنی چاہئے کہ ہم ابھی ابتدائی زمانہ میں ہیں گویا ہم پر جوانی کا زمانہ آ رہا ہے اور جوانوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں وہ اپنے ارادوں پر بہت سختی سے قائم رہتے ہیں۔ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ایسی جماعت ہے جس کا ایمان تازہ ہے اور جس کے ارادے بلند ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے تازہ بہ تازہ نشانات دیکھتی رہتی ہے۔ عیسائیت کو قائم ہوئے انیس سو سال ہو گئے اس لئے اس پر بھی بڑھاپا چھا گیا ہے اور اسلام کے باقی فرقوں کو بھی کسی کو سات سو سال کسی کو آٹھ سو سال کسی کو نو سو سال ہو گئے ہیں۔ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ایسی جماعت ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کی تائیدات سے مؤیّد ہے اور اس میں جوانوں والے حوصلے اور جوانوں والی اُمنگیں

ہیں۔ پس جماعت کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کے لئے یہ تینوں عیدیں ہی جمع ہوں اور اس کی عیدیں کامل عیدیں ہوں اور جماعت کا ہر فرد یہ عہد کرلے کہ جماعت کو جس قسم کی قربانی کی ضرورت ہوگی میں وہ قربانی کروں گا اور خواہ مجھ پر کتنے ہی ابتلاء آئیں میں جماعت کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو ہر میدان میں ثابت قدم اور ہر قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ لوگوں کی عیدیں حقیقی عیدیں ہوں۔ آمین

(الفضل ۱۱۔ ستمبر ۱۹۴۶ء)

۱؎ بچہ کی ولادت کے ساتویں دن لڑکا ہو تو دو بکرے اور لڑکی ہو تو ایک بکرا بطور عقیقہ ذبح کرنا مسنون ہے۔ عقیقہ کے اصل لغوی معنوں میں چیرنے اور کاٹنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اصطلاحاً اس کے معنی نومولود کے بال اُتروانا اور اس موقع پر بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنے کے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب العقیقۃ باب اماطۃ الاذی عن الصبی فی العقیقۃ۔ ترمذی باب ماجاء فی العقیقۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۳، نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۱۳۲

۲؎ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الولیمۃ ولو بشاۃ۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الصفرۃ للمتزوج وراہ

۳؎ صحیح مسلم کتاب العیدین باب العیدین۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب سنۃ العیدین لاھل الاسلام

۴؎ صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب مایوکل من لحوم الاضاحی۔ سنن ابی داؤد باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید۔ الجامع الصغیر للامام الحافظ السیوطی الجزء الاول صفحہ ۸۴ مصری ۱۳۰۶ھ

۵؎ مجانی الادب ۲ بحوالہ دروس الادب صفحہ ۹۰

۶؎ تفسیر دُرِّ منثور جلد ۴ صفحہ ۳۶۱ زیر آیت والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ

ے ترمذی کتاب الصلوة ابواب الجمعة باب فی کراهية التحطی يوم الجمعة۔ صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب لا يفرق بين اثنين يوم الجمعة۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب لا يقيم الرجل اخاه يوم الجمعة ويقعد فی مکانه۔ صحیح مسلم کتاب الصلوة باب تسوية الصفوف واقامتها .... الخ

۸ھ ۱۹۱۲ء